قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 03 جون 2021ء | 21 شوال 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:131

فرمانِ رسول ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جو ہماری مسجد میں اس نیت سے داخل ہو گا کہ بھلائی کی بات سیکھے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہو گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۲۲ مسند ابی ہریرۃ، حدیث ۸۵۸۶ عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

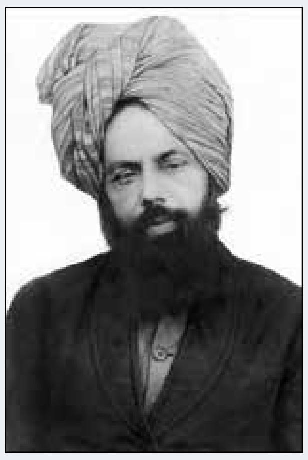

ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شرّ کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔

۔۔۔۔غرضکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔اور جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 119۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔ نہیں میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون اَدعیہ اور اَذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے۔ اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اور تمام کام تمہارے اس کی مرضی کے موافق ہوں۔ اپنی بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 146۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

نماز میں نور اور لذت پانے کا طریق

آپؑ فرماتے ہیں:

’’نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے۔ تا کہ اوّلاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت آجاتا ہے کہ انقطاع کُلّی کی حالت میں انسان ایک نُور اور ایک لذّت کا وارث ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 11۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَّاَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ﴿۱۹﴾

(الجن:19)

ترجمہ: اور یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد میں آنے والوں کے لئے جنت میں مہمان نوازی کے سامان تیار ہو رہے ہیں۔ روزانہ پانچ مرتبہ یہ مہمان نوازی کے سامان تیار ہو رہے ہیں۔ اور پھر جو چالیس، پچاس، ساٹھ سال زندہ رہتا ہے یا اس سے بھی زیادہ لمبی عمر زندہ رہتا ہے اور نمازیں ادا کرتا ہے تو اُس مہمان کے لئے اللہ تعالیٰ نے کس قدر سامان تیار کئے ہوں گے، یہ تو ایک انسان کے تصور سے بھی باہر ہے۔ دنیا میں ہمارا کوئی پیارا مہمان آئے تو ہم مہمان کے آنے کا پتہ چلتے ہی انتظامات شروع کر دیتے ہیں اور اس مہمان سے جتنا جتنا پیار اور تعلق ہو اُس کے مطابق اپنی مہمان نوازی کی انتہا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے پاس تو وسائل بھی محدود ہوتے ہیں لیکن خدا جس کے وسائل کی بھی کوئی حد نہیں، جس کی رحمت کی بھی کوئی حد نہیں، جس کی مہمان نوازی کی بھی کوئی حد نہیں ہے وہ کس طرح اپنے عابد بندے کے لئے مہمان نوازی کے سامان کرتا ہو گا۔ یہ چیز انسانی سوچ سے بھی بالا ہے۔ پس ہمیں ایسی مہمان نوازی کے مواقع تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ یہاں رہنے والا ہر احمدی اس مسجد کا انشاء اللہ اس سوچ کے ساتھ حق ادا کرنے والا ہو گا کہ حق کی یہ ادائیگی جہاں اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلق کو مضبوط کرنے والی اور اُس کا پیارا بنانے والی ہو وہاں اپنوں اور غیروں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلانے والی ہو۔ گویا ایک مومن اگلے جہان کی جنت کے لئے اور اُس کی مہمان نوازی کے حصول کے لئے اس دنیا کو بھی جنت بنانے کی کوشش کرتا ہے یا کر رہا ہوتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا، اس کے لئے ظاہری شکر گزاری بھی ہونی چاہیئے۔ یہ ظاہری شکر گزاری اُس حسین معاشرے کے قیام کے لئے بھی ایک کوشش ہے جو اس دنیا کو بھی جنت نظیر بنانے والا ہو۔

(خطبہ جمعہ 30 ستمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- سرمئی شام ہے موسم ہے سہانا آنا (منظوم)
- تعارف سورۃ
- تعارف صحابہ کرامؓ
- قرآنی علوم تقویٰ سے آتے ہیں

دربارِ خلافت

پس آپؑ کا یہ جو مقام ہے صرف مجددیت کا نہیں ہے بلکہ مہدویت اور مسیحیت کا مقام بھی ہے اور اس کی وجہ سے نبوت کا مقام بھی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

27 مئی کے خطبے میں مَیں نے قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالے سے جماعت میں خلافت کے جاری نظام کی بات کی تھی۔ اس سلسلے میں اُس وقت میں مجددین کے حوالے سے بھی کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن چونکہ مضمون تھوڑی سی تفصیل چاہتا تھا اس لئے بھی اور کچھ مَیں مزید حوالے دیکھنا چاہتا تھا، اس لئے میں نے اُس دن بیان نہیں کیا، اِس بارے میں آج کچھ بیان کروں گا۔

کچھ عرصہ ہوا وقفِ نو کلاس میں ایک بچے نے سوال کیا کہ کیا آئندہ مجدد آ سکتے ہیں؟ اس سے مجھے خیال آیا کہ یہ سوال یا تو بعض گھروں میں پیدا ہوتا ہے کیونکہ بچوں کے ذہنوں میں اس طرح سوال نہیں اُٹھ سکتے۔ یا بعض وہ لوگ جو جماعت کے بچوں اور نوجوانوں میں بے چینی پیدا کرنا چاہتے ہیں سوال پیدا کرواتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آپؐ نے ہر صدی کے سر پر مجدد آنے کا فرمایا، اور جماعت میں مختلف وقتوں میں یہ سوال اُٹھتے رہے ہیں، جماعت کے مخلصین میں نہیں، بلکہ ایسے لوگ جو جماعت میں رخنہ ڈالنے والے ہوں اُن لوگوں کی طرف سے یہ سوال اُٹھائے جاتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بارے میں مختلف موقعوں پر وضاحت فرمائی ہے۔ پھر خلافتِ ثالثہ میں یہ سوال بڑے زور وشور سے اُٹھایا گیا، اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مختلف موقعوں پر اور خطبات میں اس پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ پھر خلافتِ رابعہ میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے بھی یہ سوال کیا گیا۔ بہر حال یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کو وقتاً فوقتاً اُٹھایا جاتا ہے یا ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے، یا پیدا ہوتا رہا ہے۔ اور منافق طبع لوگ جو ہیں اُن کی یہ نیت رہی ہے کہ کسی طرح جماعت میں بے چینی پیدا کی جائے کہ خلافت اور مجددیت میں کیا فرق ہے؟ اس بارے میں عموماً بڑی ہوشیاری سے علم حاصل کرنے کے بہانے سے بات کی جاتی ہے یا اُس حوالے سے بات کی جاتی ہے۔ لیکن بعد میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیت کچھ اور تھی۔ خاص طور پر خلافتِ ثالثہ میں یہ ثابت ہوا کہ اس کے پیچھے ایک فتنہ تھا۔ لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی جاری خلافت کے لئے بھی وہ زبردست قدرت کا ہاتھ دکھائے گا۔ (ماخوذ از رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

اس لئے ایسے فتنے جب بھی اُٹھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ختم کر دیئے کیونکہ جماعت کی اکثریت اُن کا ساتھ دینے والی نہیں تھی۔ گو آج یہ فتنہ اُس طرح تو نہیں ہے جو تکلیف دِہ صورتحال حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے لئے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی، لیکن بہر حال کیونکہ سوال اِکّا دُکّا اُٹھتے رہتے ہیں اس لئے اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دیتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ہر صدی میں تجدیدِ دین کے لئے مجدد کھڑے ہوں گے۔ (سنن اَبی داوٗد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المئۃ حدیث 4291) اور وہاں جو الفاظ ہیں اُس میں صرف واحد کا صیغہ نہیں ہے بلکہ اُس کے معنی جمع کے بھی ہو سکتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے دعوے کی صداقت کے طور پر بھی پیش فرمایا ہے۔ اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ حوالے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس بارہ میں آپ کے ارشادات اور تحریرات تو بے شمار ہیں جن کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے، تاہم چند حوالے جیسا کہ میں نے کہا کہ مَیں پیش کرتا ہوں۔ اگر اِن کو غور سے دیکھا جائے تو آئندہ آنے والے مجددین کے بارہ میں بھی بات واضح ہو جاتی ہے۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے اس لئے اُس نے ہر یک صدی پر اس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی اور اس کو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندۂ خدا اصلاح کیلئے قائم ہوا جاہل لوگ اُس کا مقابلہ کرتے رہے اور اُن کو سخت ناگوار گزرا کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جو اُن کی رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے‘‘۔ یہ شور مچانے والے پہلے شور بھی مچاتے ہیں پھر مخالفت بھی کرتے ہیں تو بہر حال فرماتے ہیں ’’لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے خدا نے چودھویں صدی اور اَلفِ آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پا کر پھر اپنے عہد کو یاد کیا۔ اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ سب مذہب مرگئے۔ ان میں روحانیت باقی نہ رہی اور بہت سی غلطیاں اُن میں ایسی جم گئیں کہ جیسے بہت مستعمل

بقیہ صفحہ 6 پر

سرمئی شام ہے موسم ہے سہانا آنا

سرمئی شام ہے موسم ہے سہانا آنا
اس سے پہلے کہ میں ہو جاؤں فسانہ آنا
مجھ سے پہلے ہی کئی لوگ خفا رہتے ہیں
مجھ سے جل جائے ذرا اور زمانہ آنا
اک ترا حسن گلابوں سا غزل صورت ہے
اک یہ ساون کا مہینہ ہے سہانا آنا
روز کہتے ہو مجھے آج تو یہ ہے وہ ہے
آج دنیا سے کوئی کر کے بہانہ آنا
آخری جنگ میں لڑنے کے لئے نکلا ہوں
پھر رہے یا نہ رہے تیرا دیوانہ آنا
لوگ کہتے ہیں تجھے بھول کے بھی زندہ رہوں
میں نے پوچھا تھا مگر دل نہیں مانا آنا
لوگ تو لوگ ہیں جو چاہے وہ کہہ سکتے ہیں
تو تو میرا ہے مرے دل کو دکھا نہ آنا
تو بھی شمشیر بدن مست ادا تیر نگاہ
میں بھی بیٹھا ہوں کہ ہو جاؤں نشانہ آنا
دشمنِ جان سمجھتا ہے کہ تنہا ہوں میں
میں نے دشمن کو بتانا ہے کہ نا نا آنا
مسکراتا ہوں مگر ڈر ہے کسی محفل میں
اشک آنکھوں سے نہ ہو جائیں روانہ آنا
وہ جو معصوم سا شاعر ہے مبارکؔ احمد
اس کا دنیا میں فقط تو ہے خزانہ آنا

مبارک صدیقی۔لندن

مترجم: ابو سلطان

تعارف سورتہائے الجنّ، المزمل اور المدثر

تعارف سورۃ الجن (72 ویں سورۃ)
(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 29 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003ء

وقت نزول، سیاق و سباق اور مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کے متعلق یہ رائے ہے کہ آپ ﷺ کے سفر طائف سے واپسی پر نازل ہوئی۔ جہاں آپ ﷺ مکہ والوں کو تبلیغ کرنے کے بعد تبلیغ کی غرض سے گئے تھے جبکہ آپ ﷺ کو مکہ والوں سے سوائے استہزاء، مخالفت اور ظلم و تعدی کے کچھ حاصل نہ ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے سفر طائف ہجرت سے دو سال قبل اختیار فرمایا تھا جب آپ ﷺ کے لائے ہوئے نئے دین کی مخالفت انتہا کو پہنچ گئی اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے پیروکاروں کی حالت نہایت دگرگوں ہوگئی۔ چند محققین کا خیال ہے کہ اگر اس سورۃ میں مذکور واقع (جنوں کا آپ ﷺ کی مجلس میں آنا) سورۃ الاحقاف کے واقع سے الگ ہے جو سورۃ الاحقاف کی آیات 30 تا 33 میں بیان ہوا ہے تو یہ سورۃ متذکرہ بالا عرصہ سے کچھ پہلے نازل ہوئی ہوگی۔ اس سورۃ کے مضامین مؤخر الذکر بیان کی تائید کرتے ہیں۔ سابقہ سورۃ میں بیان ہوا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی بھر کی تبلیغ کا نتیجہ محض تمسخر اور استہزاء اور آپ کے قریبی رشتہ داروں کے علاوہ صرف چند لوگوں نے ہی آپ سے عقد اخوت باندھا حتّٰی کہ آپ کی بیوی اور بیٹے نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اور آپ ﷺ کے حالات میں مشابہت بیان کرنے کے لئے بتایا گیا ہے کہ جنوں کے ایک وفد نے آپ ﷺ کی زیارت کی یعنی ایسے لوگوں نے جو اجنبی تھے اور اس سے پہلے آپ ﷺ سے کبھی نہ ملے تھے۔ انہوں نے قرآن کریم کو سنا اور آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔

یہ سورۃ ان لوگوں (جنوں) کے عقائد، ایمانیات اور زندگی کے بارے میں ان کے ضابطہ اخلاق پر تفصیلی روشنی ڈالتی ہے اور پر زور طریق پر بیان کرتی ہے کہ کسی کے لئے ہرگز ممکن نہیں ہے کہ خدا کے الہامی الفاظ کو بدلے یا تبدیل کر دے، ایک قیمتی خزانے کی طرح خدا کے محافظ (فرشتے) اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔

اپنے اختتام پر یہ سورۃ بیان کرتی ہے کہ خدا کا رسول لوگوں کو خدا کی طرف لاتا ہے، بدی کی قوتیں اس کی آواز کو دبانا چاہتی ہیں مگر یہ مربی (نبی) اپنے مشن کو جاری رکھتا ہے اور ان بدکار لوگوں کی سازشوں کو ہرگز خاطر میں نہیں لاتا۔ یہ سورۃ ایک رسول کے منجانب اللہ ہونے کے امتحان کا ایک معیار قائم کرتی ہے کہ اس پیغام میں دنیا کے بڑے واقعات کے رونما ہونے کے متعلق پیشگوئیاں ہوتی ہیں، جو انسانی علم کے بیان سے باہر ہیں اور یہ بھی کہ سچا رسول اپنے پیغام کی تبلیغ میں ضرور کامیاب ہوتا ہے اور اپنے مشن کو پورا کرتا ہے۔

تعارف سورۃ المزمل (73 ویں سورۃ)
(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 21 آیات ہیں)
وقت نزول اور سیاق و سباق

جمہور علماء کی رائے کے مطابق یہ سورۃ نبوت کے ابتداء میں نازل ہوئی، بعض کے نزدیک یہ تیسری نازل ہونے والی سورۃ ہے۔ سابقہ سورۃ (الجن) میں یہ بیان ہوا تھا کہ خدا کے رسولوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں تا کہ خدا کے کلام کی حفاظت کریں اور اس کو تحریف سے محفوظ رکھیں۔ موجودہ سورۃ میں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی رات کا ایک حصہ نوافل کے لئے وقف کر دیں اور خدا کو یاد کرنے کے لئے تا کہ آپ ﷺ پر فرشتوں کا نزول ہو جو آپ ﷺ کے دشمنوں کے بد ارادوں اور سازشوں سے آپ کی حفاظت کرے۔

جملہ مکی سورتوں کی طرح، موجودہ سورۃ میں آپ ﷺ کے الٰہی مشن اور قرآنی وحی کی صداقت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ سورۃ مختصر مگر پر زور الفاظ میں حتمی فتح کو بیان کرتی ہے اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو حیات بعد الموت اور قیامت کی دلیل کے طور پر متحمل کرتی ہے۔ خاص طور پر اس سورۃ میں نوافل اور خدا کی یاد پر زور دیا گیا ہے جو الٰہی نصرت اور تائید کے حصول کے لئے بہت اہم ذریعہ بنے تا کہ آپ ﷺ کو آئندہ پیش آنے والے صبر آزما کاموں کے لئے تیار کیا جا سکے۔

تعارف سورۃ المدثر (74 ویں سورۃ)
(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 57 آیات ہیں)
وقت نزول اور سیاق و سباق

اتفاق رائے سے یہ سورۃ مکی دور میں نازل ہونے والی ابتدائی دوسری یا تیسری سورۃ ہے۔ موجودہ اور سابقہ سورۃ (المزمل) سے یوں لگتا ہے جیسے جڑواں ہوں۔ جیسا کہ ان کا وقت نزول، مضامین اور ساخت ایک ہی جیسی ہے۔ موجودہ سورۃ دراصل اپنی سابقہ سورۃ کے مضامین کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ سابقہ سورۃ میں جو المزمل کا ذکر ہوا ہے جس کے معنی ہیں کہ نوافل میں ڈوبا ہوا اور روحانی کمالات حاصل کرنے کے لئے دشواری اور تکلیف کے دور سے گزرنے والا، وہ موجودہ سورۃ میں المدثر بن کر ابھرا ہے یعنی گناہ کو جڑ سے اکھیڑ دینے والا اور بدی کی قوتوں کو تباہ کرنے والا، انسانیت کا نجات دہندہ، راہنما، قائد اور ہوشیار کرنے والا۔ آپ ﷺ نے الٰہی پیغام، غیر متزلزل طریق پر پہنچایا اور بدلے میں بے عزتی، مخالفت اور ظلم و تعدی برداشت کرنی پڑی۔

اس سورۃ کے آغاز میں آپ ﷺ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کھڑا ہو جا اور حق کا پرچار کر اور ان لوگوں کو ہوشیار کر جو تیرے پیغام کو نہیں مانیں گے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں دولت، طاقت اور دنیاوی اعلیٰ منصب نے روحانی طور پر اندھا اور بہرہ کر دیا ہے۔ (انہیں ہوشیار کر کہ) انہیں سخت سزا ملے گی کیونکہ وہ نمازیں نہیں پڑھتے اور غریب لوگوں کو کھانا نہیں کھلاتے اور اس لئے بھی کہ وہ فضول باتیں کرنے والوں کے ساتھ مشغول رہتے تھے۔ اس سورۃ کا اختتام اس بیان پر ہوا ہے کہ قرآن محض ایک ہوشیار کرنے والا ہے اور ایک نصیحت ہے۔ وہ جو اس پیغام کو مانتا ہے وہ اپنے فائدے کے لئے ہی اس کو مانتا ہے اور جو اسے جھٹلاتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

آج کی دعا

أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ، أَوِ الْكُفْرِ، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ

(ابوداؤد كِتَابُ النَّوْمِ بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ حدیث: 5071)

ترجمہ: ہم نے شام کی اور شام کے وقت (بھی) تمام بادشاہی اللہ کے لیے ہی ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک اسی کا ہے تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے رب میں تجھ سے اس خیر کا سوال کرتا ہوں۔ جو اس رات میں ہے۔ اور اس خیر کا بھی جو اس کے بعد ہے۔ اور اس شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ جو اس رات میں ہے اور اس شر سے بھی جو اس کے بعد ہے۔ اے میرے رب! میں سستی (یا بڑھاپے کی خرابی) یا کفر کی بُرائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں دوزخ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

یہ سید و مولیٰ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی شام کے وقت پڑھنے کی دعا ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا

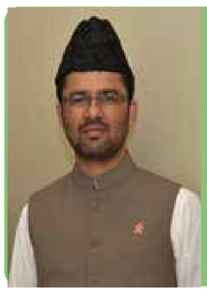

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت حکیم احمد دین صاحب رضی اللہ عنہ۔ شاہدرہ

حضرت حکیم احمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ ولد میاں سراج دین صاحب شاہدرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ ایک کامیاب حکیم تھے اور موجد طب جدید کے نام سے جانے جاتے تھے۔ 1895ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئے، آپ نہایت مخلص اور دین کی خدمت کرنے والے تھے۔ آپ شاہدرہ جماعت کے روح رواں تھے، اس جماعت کے امیر بھی رہے۔ آپ کی بیان کردہ روایات رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 میں درج ہیں، آپ بیان کرتے ہیں:

"1900ء کے لگ بھگ کا ذکر ہے کہ حضرت اقدسؑ اور مولوی محمد حسین بٹالوی کا باہمی مقدمہ تھا اور دھاریوال میں ڈپٹی آیا ہوا تھا، وہیں تاریخ مقدمہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے گئے تھے، آپؑ کے ہمراہ یہ عاجز بھی تھا، دوسرے سیٹھ اسماعیل آدم صاحب تھے (یہ سہو ہے حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب نہیں بلکہ حضرت سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسیؓ تھے، یہ تصحیح الفضل 30 اپریل 1942ء صفحہ 6 پر بھی درج ہے۔ ناقل) اور سات یا آٹھ اور بھی احمدی تھے جن کے نام میں نہیں جانتا۔ حضرت اقدسؑ پالکی میں سوار تھے اور سیٹھ صاحب پرانے یکہ پر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص سیٹھ صاحب کے لئے منگوایا تھا، باقی ہم سب پیادہ پا ساتھ چلتے تھے۔ سیٹھ صاحب نے عذر کیا کہ میں ساری عمر ایک ہی دفعہ یکہ پر سوار ہوا تھا اور اُس روز یکہ سے گر پڑا تھا لہٰذا میں یکہ پر سواری نہیں کرسکتا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا میں یکہ پر سوار ہوتا ہوں اور آپ پالکی میں سوار ہو جائیں لیکن سیٹھ صاحب نے کہا یہ ترک ادب ہے اور میں یہ جرأت بالکل نہیں کرسکتا۔ آخر سیٹھ صاحب یکہ پر سوار ہوگئے لیکن آگے راستہ میں جاکر یکہ سے گر پڑے، حضرت اقدسؑ کو پتا لگا تو آپ پالکی سے اُتر کر دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے اور ضربات کے متعلق دریافت فرمایا اور بڑے اصرار سے فرمایا کہ سیٹھ صاحب آپ ضرور پالکی میں بیٹھ جائیں مگر سیٹھ صاحب نے بھی سخت انکار کیا اور پیدل چلنے پر آمادہ ہوگئے لیکن حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اگر آپ پالکی میں بالکل نہیں بیٹھنا چاہتے تو پھر اسی یکہ پر سوار ہو جائیں، آپؑ بھاری بھرکم ہیں آپ سے چلا نہیں جائے گا۔ آخر سیٹھ صاحب پھر یکہ پر بیٹھ گئے اور حضرت اقدسؑ نے ہم میں سے چار آدمیوں کو یکہ کے اردگرد متعین فرمادیا کہ سیٹھ صاحب کی حفاظت کا خیال رکھو کہ یہ یکہ سے گرنے نہ پائیں چنانچہ ہم چاروں ان کے ہم رکاب رہے۔ راستہ میں ایک گاؤں آیا جس کی مالکہ ایک سکھ عورت تھی اس گاؤں کا نام مجھے یاد نہیں رہا، (اس گاؤں کا نام غالباً کھنڈا ہے۔ مرتب) گاؤں کے ساتھ ایک کنواں تھا اور کنویں کے ساتھ ایک مکان تھا جو مسافروں کے لیے مخصوص تھا، حضور کے حکم سے ہم وہاں ٹھہر گئے تا کہ نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھ لیں چنانچہ حضور کی اقتداء میں ہم نے دوگانہ نمازیں ادا کیں کیونکہ ہمارے ساتھ کوئی مولوی صاحب نہ تھے کہ تمام مولوی صاحبان مع حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ ایک اور گاؤں میں پہلے پہنچے ہوئے تھے جہاں احمدی جماعت بھی تھی اور وہاں شب باشی کا انتظام تھا اور وہ گاؤں اس سکھوں کے گاؤں سے قریباً میل دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ حضرت اقدسؑ کا ارادہ تھا کہ نماز ادا کر کے پھر اس گاؤں میں پہنچ جائیں گے مگر اس گاؤں کی مالکہ نے جب حضورؑ کی آمد کا حال سنا تو اُس نے اپنا ایک کاردار مختار حضور کی خدمت میں بھیجا جو مسلمان تھا اس نے آ کر سب کو کھانڈ کا شربت پلایا ..... اور صبح دھاریوال پہنچ گئے ......

ایک شخص شاہدرہ میں اہل حدیث تھے باوجود امام مسجد اور نابینا ہونے کے جمعہ کی نماز میری اقتداء میں پڑھا کرتے اور ہر روز ہماری مجالس میں بیٹھتے اور ان کو تبلیغ بھی ہوتی رہتی۔ اگرچہ انہوں نے ظاہری طور پر بیعت نہیں کی ہوئی تھی ہاں بعد میں انہوں نے پوشیدہ طور پر تحریری بیعت کر لی تھی مگر یہ ذکر ابتداء کا ہے انہوں نے ایک دفعہ مجھے مجبور کیا کہ میں حضرت اقدسؑ کو ان کی طرف سے ایک خط لکھوں (چونکہ وہ سخت درجہ کے موہّس یعنی کیمیاگری کے معتقد اور عامل تھے کہ باوجود نابینا ہونے کے دوسرے ہم خیال پیدا کر کے ان سے ساڑ پھونک کا کام کرواتے اور جو کچھ چیز تیار ہوتی وہ لوگوں کو دکھاتے پھرتے کہ یہاں تک تو ہم کامیاب ہو گئے ہیں اب تھوڑی سی کسر باقی ہے) جس کا مضمون یہ تھا کہ ہمیں وثوق سے یقین ہے کہ علم کیمیاگری خدا کی ایک نعمت ہے اور خدا کے اولیاء کے سوا یہ علم خدا کی طرف سے کسی اور پر نہیں کھولا جاتا اور اولیاء اللہ سب کے سب علم جانتے ہیں۔ اور آپ چونکہ امام مہدی اور مسیح موعودؑ ہیں اس لئے آپ کو تو اس کا علم ہوگا۔ اس لئے براہِ نوازش ہم کو کیمیا کا نسخہ بتادیا جائے۔ چنانچہ حافظ صاحب کئی دن تک مجھ سے باصرار اس قسم کا خط لکھنے پر قائم دائم رہے تو آخر میں نے عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اس مضمون کا خط لکھ دیتا ہوں کہ یا حضرت! مجھے کیمیاگری کا شوق ہے جس پر مدت سے نقصان اٹھارہا ہوں۔ اگر کیمیا کا علم صحیح ہے تو آپ دعا کریں کہ میں اس شوق میں کامیاب ہوجاؤں اور اگر یہ شوق پورا ہونے والا نہیں تو دعا فرمائیں کہ یہ خیال میرے دل سے محو ہو جائے تا کہ میں نقصان سے بچ جاؤں۔ حافظ صاحب نے مان لیا کہ اچھا اس طرح لکھ دو۔ چنانچہ میں نے خط لکھ دیا۔ اس کا جواب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے قلم سے آیا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کیمیاگری جھوٹ ہے۔ حافظ صاحب سے کہہ دیں کہ استغفار، لاحول اور درود کثرت سے پڑھیں۔ اس سے یہ خیال کیمیاگری کا دل سے نکل جائے گا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ حافظ صاحب کو یاد کراتا رہا کہ آپ یہ عمل کریں مگر باوجود احمدی ہوجانے کے بھی وہ اخیر عمر تک اس شوق میں مبتلا رہے۔ اور میرے کہنے پر کہا کرتے کہ میں یہ عمل اس لئے نہیں کرتا کہ کہیں میرے دل سے یہ خیال نہ نکل جائے اور شوق رہنے کی حالت میں شاید کہیں سے کوئی نسخہ مل ہی جائے۔"

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 صفحہ 36-38۔ الفضل 19 اپریل 1942ء صفحہ 3)

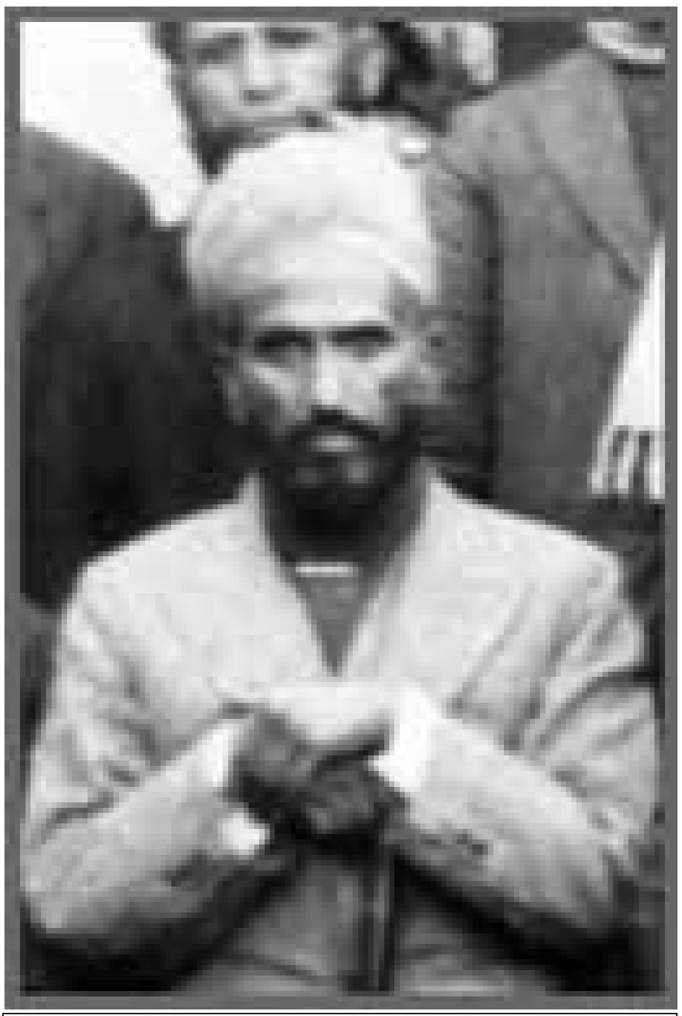

حضرت حکیم احمد دین صاحب رضی اللہ عنہ

آپ احمدیت کے سچے عاشق تھے، تبلیغ میں بھرپور حصہ لیتے، ایک جگہ رپورٹ میں لکھا ہے: "حکیم احمد الدین صاحب ساکن شاہدرہ نے ایک تبلیغی دورہ کیا اور بستی وریام میں خاص طور سے تبلیغ احمدیت کی، جزاہ اللہ۔" (الفضل 13 جنوری 1917ء صفحہ 2) تبلیغ میں قلمی خدمات بھی سر انجام دیتے، مثلاً امرتسر کے رسالہ بلاغ میں آپ کا ایک مضمون ختم نبوت پر شائع ہوا۔

(الفضل 28 ستمبر 1926ء صفحہ 6)

حضرت حکیم احمد دین صاحب رضی اللہ عنہ نے 22 دسمبر 1938ء کو وفات پائی۔ آپ کی تدفین امانۃً قادیان سے باہر ہوئی لیکن 1956ء میں آپ کو بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کیا گیا، آپ کا وصیت نمبر 984 ہے۔ آپ نے دو شادیاں کیں، آپ کی بیویوں کے نام حضرت سکینہ بیگم صاحبہؓ اور محترمہ زینب خاتون صاحبہ تھے۔

حضرت سکینہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا اندازاً 1877ء میں پیدا ہوئیں۔ 1895ء میں اپنے خاوند کے بیعت کرنے کے ساتھ ہی آپ نے بھی بیعت کر لی۔ حضرت حکیم احمد الدین صاحبؓ نے محترمہ زینب خاتون صاحبہ کے ساتھ دوسری شادی کی لیکن دونوں بیویوں میں کبھی کوئی چپقلش یا حسد نہیں پیدا ہوا بلکہ حضرت حکیم صاحبؓ کی وفات کے بعد جب دونوں بیوہ ہوگئیں تو بھی تا دم آخر اکٹھی رہیں۔ آپ نہایت مخلص اور سلسلہ احمدیہ کے ساتھ حد درجہ محبت رکھنے والی تھیں۔ آپ نے جب نظام وصیت میں شمولیت اختیار کی تو عمدہ مثال قائم کرتے ہوئے 1/3 حصہ فوراً ہی اپنی زندگی میں نقد ادا کردیا، سیکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ قادیان نے "قابل تقلید مالی قربانی" کے تحت لکھا: "محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ بیوہ حکیم احمد الدین صاحب شاہدرہ نے اپنی کل جائداد منقولہ وغیرمنقولہ مبلغ 2258 روپے میں فروخت کر کے اس رقم کا 1/3 حصہ وصیت 752/- نقد ادا کردیا ہے، اب ان کے ذمہ حصہ جائداد میں سے کوئی بقایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ موصیہ کو اور نیکیوں میں بھی سبقت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر کرے۔" (الفضل 21 اپریل 1944ء صفحہ 3) تقسیم ملک کے بعد آپ ہجرت کر کے ربوہ مقیم ہوگئیں جہاں نومبر 1968ء میں وفات پائی، آپ کی سوکن محترمہ زینب خاتون صاحبہ نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا: "محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ (عرف بڈھی) زوجہ حکیم احمد الدین صاحب مرحوم موجد طب جدید شاہدرہ مورخہ 8 نومبر 1968ء کو بمقام ربوہ بعمر 91 سال اپنے مولیٰ حقیقی کو جاملیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضور نے بروز جمعہ بعد نماز عصر نماز جنازہ پڑھائی، صحابہ خاص کے قطعہ میں دفن کی گئیں۔ مرحومہ نے 1895ء میں بیعت کی تھی۔ مرحومہ میرے خاوند حکیم احمد دین صاحب مرحوم کی پہلی بیوی تھیں اور آخری وقت تک میرے ہی پاس رہیں..."

(الفضل 8 دسمبر 1968ء صفحہ 6)

حضرت حکیم احمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی محترمہ زینب خاتون صاحبہ نے 1924ء میں بیعت کی، آپ نے پہلے نور ہسپتال قادیان میں اور پھر فضل عمر ہسپتال قادیان میں بطور نرس خدمت کی۔ نہایت مخلص، نیک اور باہمت خاتون تھیں، آپ کے خاوند نے 1938ء میں وفات پائی تھی لیکن امانتاً بہشتی مقبرہ سے باہر دفن کیے گئے بالآخر محترمہ زینب خاتون صاحبہ نے تمام حصہ وصیت جائداد کا ادا کرنے کے لیے قرضہ لیا اور 1956ء میں کل روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے تبدیلی تدفین کی اجازت لے لی اور نومبر 1956ء کو حضرت حکیم صاحب کو بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں دفن کیا گیا۔ (الفضل 5 دسمبر 1956ء صفحہ 6) آپ 1/7 حصہ کی موصیہ تھیں، مورخہ 26 دسمبر 1973ء کو تقریباً 70 سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

(نوٹ: اسی نام سے شاہدرہ کے ایک اور صحابی حضرت میاں احمد دین صاحب نیاری ولد مکرم غلام مصطفیٰ صاحب بھی تھے جنھوں نے 4 اگست 1947ء کو بعمر 66 سال قادیان میں وفات پائی۔ ان کے بیٹے حضرت میاں اللہ دین صاحب درویش قادیان تھے 28 دسمبر 1982ء کو وفات پائی اور قادیان میں دفن ہوئے۔)

م ۔ ا ۔ دُرّانی

قرآنی علوم تقویٰ سے آتے ہیں

قسط اول

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو ایک طاہر ومطہر وجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف وشفاف دل پر نازل ہوا تھا۔ یہ اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف کے علوم اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ گویا قرآن کریم ایک سمندر ہے اور اس کے علوم وفنون اس کی تہہ میں موجود ہیرے اور موتی ہیں جن کی جستجو اور حصول کے لئے جس فن اور سلیقہ کی ضرورت ہے، اس کا نام تقویٰ ہے۔ الغرض قرآنی علوم کے انکشاف کے لئے تقویٰ ایک بنیادی سیڑھی اور شرطِ اول ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے:

اَلرَّحۡمٰنُ o عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ o

(الرحمٰن:2تا3)

یعنی قرآن کریم کا سکھانا اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کا تقاضا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کوسکھانے والے رحمان خدانے فرمایا ہے:

وَاتَّقُوۡا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ o

(البقرۃ:283)

یعنی تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اس کے نتیجہ میں وہی اللہ تمہیں علم ومعرفت عطافرمائے گا۔ پس قرآنی علوم کے جاننے کے لئے جہدِ مسلسل اور دعا کے ساتھ ساتھ تقویٰ نہایت ضروری ہے۔

تقویٰ تمام دینی علوم کی کُنجی

قرآنی علوم کے انکشاف اور دینی علوم کے حصول کے لئے تقویٰ ازبس ضروری ہے کیونکہ تقویٰ دینی و قرآنی علوم کی کُنجی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے اور کسی انسان کے دل کو تقویٰ کی آماجگاہ نہ پائے وہ اس کے لئے قرآنی علوم کا قفل نہیں کھولتا۔ اسی مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جہاں قرآنِ شریف میں تقویٰ کا ذکر ہے وہاں بتایا ہے کہ ہر ایک علم (اس سے اُخروی علم مراد ہے زمینی اور دنیوی علم مراد نہیں) کی جڑ تقویٰ ہی ہے۔۔۔۔ قرآن شریف نے شروع میں ہی فرمایا ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (البقرۃ:3) پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے موافق ہدایت پانے کے لیے تقویٰ ضروری اصل ہے۔ ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (الواقعہ:80) دوسرے علوم میں یہ شرط نہیں۔۔۔۔علمِ دین میں خشک منطقی اور فلسفی ترقی نہیں کرسکتا اور اس پر وہ حقائق اور معارف نہیں کُھل سکتے جس کا دل خراب ہے اور تقویٰ سے حصّہ نہیں رکھتا اور پھر کہتا ہے کہ علومِ دین اور حقائق اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں، وہ جُھوٹ بولتا ہے۔ ہرگز ہرگز اُسے دین کے حقائق اور معارف سے حصّہ نہیں ملتا بلکہ دین کے لطائف اور نکات کے لیے متقی ہونا شرط ہے۔

۔۔۔جو روح القدس سے بولتے ہیں وہ بجز تقویٰ کے نہیں بولتے یہ خوب یاد رکھو کہ تقویٰ تمام دینی علوم کی کُنجی ہے۔ انسان تقویٰ کے سوا ان کو نہیں سیکھ سکتا۔‘‘

(ملفوظات ایڈیشن 1988ء جلد پنجم ص121تا122)

اسرارِ قرآنی کی واقفیت کے لئے تقویٰ شرط ہے

قرآن کریم علوم ومعارف کا ایک مخفی اور لازوال خزانہ ہے جس کے رموز واسرار تہہ بہ تہہ لپٹے ہوئے ہیں جن پر تصرفِ کامل خدا تعالیٰ کا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ان تک رسائی، واقفیت اور حصول کے لئے تقویٰ کی شرط لگائی ہے۔یعنی جب تک کوئی شخص تقویٰ شعار نہیں ہو گا اَسرارِ قرآنی اس پر نہیں کھولے جائیں گے۔علومِ قرآنی کے انکشاف کے لئے تقویٰ کی اہمیت وضرورت کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

’’حقیقت میں روح کی تسلی اور سیری کا سامان اور وہ بات جس سے روح کی حقیقی احتیاج پوری ہوتی ہے، قرآن کریم ہی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ اور دوسری جگہ کہا: لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ۔(الواقعہ:8)۔ اس سے مراد وہی متقین ہیں جو ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ میں بیان ہوئے ہیں۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ قرآنی علوم کے انکشاف کے لئے تقویٰ شرط ہے۔علومِ ظاہری اور علوم قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔۔۔۔ مگر علوم آسمانی اور اسرارِ قرآنی کی واقفیت کے لئے تقویٰ پہلی شرط ہے۔ اس میں توبۃ النصوح کی ضرورت ہے۔ جب تک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھا لے اور اس کے جلال و جبروت سے لرزاں ہو کر نیازمندی کے ساتھ رجوع نہ کرے، قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا۔۔۔قرآن شریف اللہ کی کتاب ہے اور اس کے علوم اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس اس کے لئے تقویٰ بطور نردبان کے ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول ص 283-282)

تقویٰ کی اس شرط کے نہایت اہم مضمون کوحضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

’’اس کے ساتھ تقویٰ کی شرط ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ باتیں درس وتدریس سے نہیں آتیں۔ یہ علوم جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں درس وتدریس سے آہی نہیں سکتے بلکہ تقویٰ اور محض تقویٰ سے ملتے ہیں۔ وَاتَّقُوۡا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ (البقرۃ: 283) ‘‘

(خطباتِ نور ص191)

متقی کا معلم خدا ہوتا ہے

قرآنی علوم کے جاننے اور نئے نئے انکشافات کے لئے بہت دعا کرنی چاہئے اور متقی بننا چاہئے۔ کیونکہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کا استاد بن کر اسے قرآن سکھاتا اور پڑھاتا ہے۔ تمام دینی علوم خاص طور پر قرآنی معارف کے ادراک کے لئے تقویٰ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن خدا کا کلام ہے اور اس کے مطالب و معارف اسی کی جناب سے کھولے اور عطا کئے جاتے ہیں۔ جن کے لئے اللہ کی اطاعت اور اس سے مطابقت ضروری ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ اس مضمون کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک انسان ایک پاک تبدیلی نہیں کرتا اور نفس کا تزکیہ نہیں کرتا قرآن شریف کے معارف اور خوبیوں پر اطلاع نہیں ملتی۔۔۔جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائقِ قرآنی نہیں کھلتے جب تک ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنٰی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں۔ اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔ شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالیٰ سے فیض پاتے ہیں۔ تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا وہ ابدال ہے۔ انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہوسکتا۔ اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہے۔ متقی کا معلم خدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر اُمیّت غالب ہوتی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے امّی بھیجا کہ باوجودیکہ آپ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو استاد بنایا۔ پھر آپ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے جو دنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا۔ قرآن جیسی پاک، کامل کتاب آپ کے لبوں پر جاری ہوئی جس کی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرادیا۔ وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے، وہ تقویٰ ہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہّر زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے جس کے علوم نے دنیا کو حیران کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امّی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اس امر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کے لئے تقویٰ مطلوب ہے نہ دنیوی چالاکیاں۔‘‘

(تفسیر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود جلد اول ص405-406)

نیز آپؑ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کے تقویٰ کے باعث کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو علمِ قرآن اور پُرحکمت باتوں سے نوازا۔ اُمی ہونے کے باوجود اپنے دور کے دیگر علماء و دانشوروں سے کہیں بڑھ کر تھے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’جسمانی علوم پر نازاں ہونا حماقت ہے۔ چاہئے کہ تمہاری طاقت روح کی طاقت ہو۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے سائنس یا فلسفہ یا منطق پڑھایا اور ان سے مدد دی بلکہ یہ کہ اَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ (المجادلہ:23) یعنی اپنی روح سے مدد دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم امّی تھے، ان کا نبی (سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھی امّی۔ مگر جو پُرحکمت باتیں انہوں نے بیان کیں وہ بڑے بڑے علماء کو نہیں سوجھیں۔ کیونکہ ان کو خدا تعالیٰ کی خاص تائید تھی۔ تقویٰ وطہارت و پاکیزگی سے اندرونی طور سے مدد ملتی ہے۔ یہ جسمانی علوم کے ہتھیار کمزور ہیں۔ ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مخالف کے پاس ان سے بھی زیادہ تیز ہتھیار ہوں۔ پس ہتھیار وہ چاہئے جس کا مقابلہ دشمن نہ کرسکے۔ وہ ہتھیار سچی تبدیلی اور دل کا تقدس و تطہُّر ہے۔ جسے نزول الماء ہو، دوسروں کے نزول الماء کو کیا تندرست کرے گا۔ صاحبِ باطن کی بات اس وقت بظاہر رد بھی کر دی جائے تو بھی وہ خالی نہیں جاتی بلکہ انسانی زندگی پر ایک خفیہ اثر رکھتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم ص 628)

تقویٰ کی شرط رکھنے کی وجہ

قرآنی علوم کے انکشاف کے لئے تقویٰ کی شرط رکھنے کی وجہ اس مثال اور طریق کار سے سمجھ آسکتی ہے جیسے ہر شخص خواہ وہ مقام ومرتبہ کی بنا پر چھوٹا ہو یا بڑا اپنے قیمتی سامان اور خزانہ کو سنبھال کر رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس سے صرف اس کی اولاد یا قریبی پیاروں کو ہی اطلاع ہو اور صرف وہی اس سے استفادہ کریں۔ اس لئے وہ اپنے خزانہ کو سنبھال سنبھال کر اور چھپا چھپا کر رکھتا ہے کہ کہیں اس کا خزانہ کسی غیر کے ہاتھ نہ لگ جائے جو اس کا اہل نہ ہو۔ اسی طرح قرآن کریم کے اسرار و رموز خدا تعالیٰ کے قیمتی جواہرات ہیں اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ وہ جواہرات کسی نااہل کے ہاتھ لگیں۔ اس لئے اس نے اہلیت کے لئے تقویٰ کی شرط لگادی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہی اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی فیوض کو محدود رکھا ہے۔ نہیں، بلکہ ان کے پانے کے لئے تقویٰ کی اہمیت وضرورت کو بڑھا دیا ہے۔

(جاری ہے)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ اُردو سیکھیں

سبق نمبر 3

قارئین روزنامہ الفضل کے لئے اُردو سکھلانے کا مبارک سلسلہ شروع کیا جارہا ہے تا مغربی ممالک کے احمدی بچے حضرت مسیح موعودؑ کی اُردو کتب سے استفادہ کرسکیں۔ (ادارہ)

آج کے سبق میں ہم دیکھیں گے کہ 'کا'، 'کی'، 'کے' یعنی مضاف اور مضاف الیہ کا استعمال اردو میں کیسے ہوتا ہے۔ انگریزی میں اسے Genitive case کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان کے قاعدے کے مطابق جب دو اشیاء کا تعلق ظاہر کرنا ہو تو اپوسٹرافی ایس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ انگریزی کی چند مثالوں سے مدد لیتے ہیں

Islam's beauty

Car's color

Mother's name

Students' grades

اردو زبان میں اس کا کیا طریق ہے اس کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل امثال (مثال کی جمع) دیکھتے ہیں۔ اس کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے نام دیکھتے ہیں

براہینِ احمدیہ یعنی احمدیت کے براہین

کشتیٔ نوح یعنی نوحؑ کی کشتی

پیغامِ صلح یعنی صلح کا پیغام

ان امثال سے سے دو اشیاء کا ایک دوسرے سے تعلق ظاہر کرنے کے مندرجہ ذیل طریقے ثابت ہوتے ہیں:

1۔ اردو میں اگر دو الفاظ میں تعلق ظاہر کرنا ہو تو پہلے لفظ کے آخری حرف کے نیچے زیر یا کسرہ لگایا جاتا ہے۔

جیسے دو الفاظ ہیں پیغام اور صلح جب ان کو باہم متعلق بنایا گیا تو پیغام کی میم کے نیچے زیر لگائی گئی۔ اس طرح ان دونوں الفاظ میں ایک تعلق بن گیا اور دوسرا لفظ پہلے کی وضاحت کرنے لگا یعنی اس کے بارے میں معلومات فراہم کرنے لگا۔

پیغامِ صلح

2۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ دو الفاظ میں سے پہلے کے آخر پر ہمزہ لگا کر اس کے نیچے زیر لگایا جاتا ہے۔

جیسے کشتی اور نوح دو الفاظ ہیں اب نوح کی ملکیت ظاہر کرنے کے لیے اس کو دو طرح کہا جاسکتا ہے۔ سادہ طور پر اس کا مطلب نوحؑ کی کشتی ہے مگر مضاف بناتے ہوئے کہیں گے کشتیٔ نوح اور اس کو اس طرح پڑھیں گے:

کشتی اے نوحؑ

وضاحت

مزید وضاحت کے لیے کچھ امثال پیشِ خدمت ہیں:

شبِ ہجراں: یعنی جدائی کی رات یا ایسا تاریک و اداس زمانہ جب ایک انسان اپنے محبوب، وطن یا پیاروں سے بچھڑ جائے۔

اس حوالے سے فیض احمد فیض کا ایک شعر حسبِ ذیل ہے:

؎ جو ہم پہ گزری سو گزری، مگر شبِ ہجراں
ہمارے اشک تیری عاقبت سنوار چلے

اس شعر میں ایک محاورہ استعمال ہوا ہے کسی پہ گزرنا۔ گزرنا سے ویسے مراد ہوتا ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف جانا۔ مگر یہاں اس سے مراد ہے تجربہ کار ہونا۔ جیسے والدین اکثر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جو ہم پہ گزری ہے وہ ہم ہی جانتے ہیں فلاں حالات تم پہ گزریں تو تم جانو وغیرہ۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ہم نے زندگی میں ایسے تجربات حاصل کیے ہیں جو تم نے نہیں کیے اگر کرو تو جان سکو وہ مشکلات جو ہم نے یعنی والدین نے اٹھائی ہیں ان کی تم لوگوں کو ابھی خبر نہیں۔

ملفوظات

ملفوظات سے مراد حضرت بانی جماعت احمدیہ، مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا وہ پاکیزہ اور پُرمعارف کلام ہے جو حضورؑ نے اپنی مقدس مجالس میں یا جلسہ سالانہ کے اجتماعات میں اپنے اصحاب کے تزکیہ نفس، ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت، خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنے اور قرآن کریم کے علم وحکمت کی تعلیم نیز احیاء دین اسلام اور قیام شریعت محمدیہ کے لیے وقتاً فوقتاً ارشاد فرمایا۔

مندرجہ بالا پیراگراف میں درج ذیل الفاظ مضاف اور مضاف الیہ ہیں:

تزکیۂ نفس یعنی نفس کا تزکیہ۔ نفس سے مراد ہے انسان اور تزکیہ سے مراد پاکیزگی یا صفائی کے ہیں۔

احیاءِ دینِ اسلام یعنی دین جو کہ اسلام ہے اس کو دوبارہ زندہ کرنا

قیامِ شریعتِ محمدیہ یعنی وہ شریعت جو حضرت محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لائے اس کی تعلیمات اور اصولوں کے مطابق معاشرے کی تشکیل

مشکل الفاظ کے معنی

کتب: Books

ملکیت: Possession

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

کپڑہ پر جو کبھی دھویا نہ جائے میل جم جاتی ہے۔ اور ایسے انسانوں نے جن کو روحانیت سے کچھ بہرہ نہ تھا اور جن کے نفسِ امارّہ سفلی زندگی کی آلائشوں سے پاک نہ تھے اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق ان مذاہب کے اندر بے جا دخل دے کر ایسی صورت اُن کی بگاڑ دی کہ اب وہ کچھ اور ہی چیز ہیں''۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 203-204)

تو آپ واضح یہ فرما رہے ہیں کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے اُس روشنی کو قائم کرنے کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے مختلف موقعوں پر مختلف اولیاء اور مجددین پیدا کئے جو اپنے اپنے دائرے میں دین کی روشنی کو پھیلاتے رہے، کیونکہ اس دین کو اللہ تعالیٰ قائم رکھنا چاہتا تھا جبکہ باقی دینوں کے ساتھ ایسی کوئی ضمانت نہیں تھی اور اسی لئے اُن میں ایسی آلائشیں شامل ہو گئیں جن سے وہ دین بگڑ گئے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''تمام زمانے کا یہ حال ہو رہا ہے کہ ہر جگہ اصلاح کی ضرورت ہے اسی واسطے خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں وہ مجدد بھیجا ہے جس کا نام مسیح موعود رکھا گیا ہے اور جس کا انتظار مدت سے ہو رہا تھا اور تمام نبیوں نے اس کے متعلق پیشگوئیاں کی تھیں اور اس سے پہلے زمانے کے بزرگ خواہش رکھتے تھے کہ وہ اُس کے وقت کو پائیں''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 82۔ ایڈیشن 2003ء)

اب یہاں جو مجدد جس کے لئے آپؑ فرما رہے ہیں وہ وہ مجدد ہے جو مسیح موعود ہے جس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ کوئی ایسا مجدد نہیں جس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہو کہ اُس کا انتظار ہے سوائے مسیح موعود کے۔ جس کی پرانے نبیوں نے بھی خبر دی اور پیش خبری فرمائی، کیونکہ اس کا زمانہ وہ آخری زمانہ ہے جس میں دین کی اشاعت ہونی ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام دنیا میں پھیلنا ہے، پیغام دنیا میں پھیلنا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

''جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغِ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا''۔ اب یہاں الفاظ پر غور کریں کہ تبلیغِ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ ''اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ ... اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب مَیں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدیدِ دین کے لئے آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں''۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3)

یہ مجدد کا کام ہے، تبلیغِ حق اور اصلاح اِس کا پہلے ذکر فرمایا۔ ایمان جو اُٹھ گیا تھا اُس کو دوبارہ قائم کرنا۔ اور اس ایمان اُٹھنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو ایک رجلِ فارس پیدا ہوگا جو اُس کو زمین پر لے کر آئے گا۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

''اور خدا سے قوت پا کر اُسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کی اصلاح اور تقویٰ اور راست بازی کی طرف کھینچوں''، دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راست بازی کی طرف کھینچوں ''اور اُن کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمت کے لئے ابتدا سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانے میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیرِ الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ مَیں ہی ہوں''۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3-4)

پس آپ کا یہ جو مقام ہے صرف مجددیت کا نہیں ہے بلکہ مہدویت اور مسیحیت کا مقام بھی ہے اور اس کی وجہ سے نبوت کا مقام بھی ہے۔

(خطبۂ جمعہ 10/ جون 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

منور علی شاہد۔ جرمنی

پہلا کل پاکستان مقابلہ تقریر (اردو) بمقام دارالذکر لاہور

قسط اول

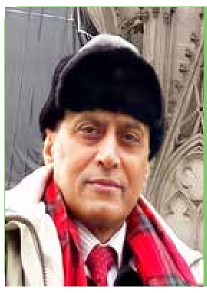

پاکستان میں مرکز ربوہ میں جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کو کئی سالوں سے بندش کا سامنا ہے، اس طرح خدام کے علمی اور ورزشی مقابلے بھی منعقد نہیں ہو پا رہے تھے جس کی وجہ سے احمدی نوجوانوں کی صلاحتیں جمود کا شکار ہو رہی تھیں۔ 1994ء میں ربوہ میں قائدین اضلاع وعلاقہ کی میٹنگ میں شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے ایک تجویز پیش کی گئی کہ خدام کی علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے کُل پاکستان علمی مقابلے منعقد کرائے جائیں اور ان کو بڑے اضلاع اپنے ہاں منعقد کر سکتے ہیں، اس وقت مرکز میں مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھے جب کہ مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب مہتمم تعلیم تھے۔

اس وقت مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کو اس مرکزی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہنے کی توفیق ملی۔ لاہور میں خدام کی قیادت کی باگ ڈور مکرم عبدالحلیم طیب صاحب کے ہاتھوں میں تھی۔ اس کے بعد مسلسل تین سال ضلع لاہور کو تین کل پاکستان علمی مقابلے منعقد کرانے کی توفیق ملی ان میں پہلا ''پہلا کل پاکستان تقریری مقابلہ'' اردو زبان میں تھا باقی دو مقابلے نظم اور تقریر (انگریزی) کے تھے اور لاہور میں اس وقت قائد ضلع مکرم چوہدری منور علی صاحب تھے۔ آخری دونوں مقابلے مکرم عبدالسمیع خان صاحب مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی نگرانی میں منعقد ہوئے تھے۔ ذیل کی سطور میں پہلے ''کل پاکستان تقریری مقابلہ'' کی روداد سپرد قلم ہے۔

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ضلع لاہور میں غور و فکر اور مشاورت کے بعد یہ کل پاکستان مقابلہ اردو تقریر 3 جون 1994 کو دارالذکر میں صبح کے وقت منعقد کرانے کا فیصلہ کیا گیا، نماز جمعہ کے بعد لاہور کا سالانہ اجتماع تھا جس میں ان مقابلوں کے انعامات بھی تقسیم کئے جانے تھے، اس پروگرام کی مرکز سے باقاعدہ منظوری لینے کے بعد اس کی تیاری شروع کر دی گئی۔ اس علمی مقابلہ کے نگران اعلیٰ مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھے۔ مرکزی مشاورت کے بعد تقریر کے لئے درج ذیل عناوین منظور ہوئے۔

اول۔حضرت مسیح موعودؑ کے علمی معجزے

دوم۔ خلافت احمدیہ

ہر ضلع سے اس مقابلہ میں شرکت کے لئے تین تین خدام کو دعوت دی گئی تھی اور بھر پور شرکت کو یقینی بنانے کے لئے قائدین اضلاع کو 162 خطوط تین بار وقفہ وقفہ سے لکھے گئے۔

استقبالیہ و رجسٹریشن۔ بیرون اضلاع سے آنے والے مہمان خدام کے استقبال اور ان کی رجسٹریشن کے لئے 2 جون دوپہر کا ایک استقبالیہ کاؤنٹر دارالذکر میں قائم کر دیا گیا جس میں چار خدام نے اگلے دن تک ڈیوٹی سرانجام دی، ڈیوٹی دینے والوں میں

مکرم محمود احمد ناصر صاحب، مکرم عمران ارشد صاحب، مکرم ظہیر الحق صاحب اور مکرم عطاء القدوس صاحب شامل تھے۔

افتتاحی تقریب

پہلے کل پاکستان علمی مقابلہ کی افتتاحی تقریب 3 جون صبح دارالذکر میں منعقد ہوئی جس کی صدارت مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے کی، ان کے ہمراہ نگران اعلیٰ مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب مہتمم تعلیم بھی موجود تھے۔

تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس نے افتتاحی کلمات کہے اور بیرون اضلاع سے آنے والے خدام کو اھلاً وسہلاً و مرحبا کہا۔

مقابلہ کے منصفین

مرکزی مشاورت کے بعد اس کل پاکستان علمی مقابلہ تقریر اردو کے لئے درج ذیل صاحب علم احباب سے استعفادہ کیا گیا اور انہوں نے منصفی کے فرائض سرانجام دیئے

1۔ مکرم مولانا بشیر الدین صاحب

2۔ مکرم پروفیسر محمد افضل صاحب

3۔ مکرم ظہیر احمد خان صاحب ربوہ

مقابلوں کا آغاز ٹھیک ساڑھے دس بجے صبح ہوا جو دوپہر سوا ایک بجے تک جاری رہے۔

نتائج

منصفین کے فیصلہ کے مطابق اس پہلے کل پاکستان علمی مقابلہ تقریر بزبان اردو کے نتائج کچھ یوں رہے۔

اول۔ مکرم غلام مرتضی بلوچ صاحب۔ مجلس مٹھی ضلع میر پور خاص

دوم۔ مکرم عمر وسیم صاحب مجلس ربوہ ضلع جھنگ

سوم۔ مکرم ڈاکٹر عبد الوحید صاحب مجلس اسلام پورہ لاہور

سالانہ اجتماع و تقریب تقسیم انعامات

پروگرام کے مطابق نماز جمعہ کے بعد سالانہ اجتماع اور تقریب تقسیم انعامات کا آغاز ہوا۔ تلاوت مکرم جان محمد صاحب نے کی جبکہ نظم مکرم خالد احمد چغتائی صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی، اس کے بعد کل پاکستان تقریری مقابلہ میں اول اور دوم آنے والے خدام نے تقاریر کیں (تا کہ اجتماع میں شامل خدام بھی ان کو سن سکیں)۔ اس کے بعد مکرم عبد الحلیم طیب صاحب نے علمی مقابلہ کی رپورٹ پیش کی جس کے بعد صدر محترم نے مقابلہ میں پوزیشن لینے والوں میں انعامات تقسیم کئے، پہلی تین پوزیشن کے علاوہ 8 عدد خصوصی انعامات حوصلہ افزائی کے بھی دیئے گئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ انعامات کے علاوہ سندات بھی سب کو دی گئیں، جو کہ مرکزی مشاورت سے تیار کی گئی تھیں ان میں شرکت اور پوزیشن لینے کی سندات شامل تھیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کے شعبہ سمعی و بصری نے اس پروگرام کی مکمل ریکارڈنگ کی۔ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کے اختتامی خطاب اور دعا کے بعد سہ پہر چار بجے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹ۔ فہیم احمد خادم۔ نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن گھانا

رپورٹ جلسہ سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

جامعۃ المبشرین گھانا

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المبشرین گھانا کو مورخہ 4 اپریل 2021ء کو جلسہ سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کروانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس جلسہ کی صدارت مکرم و محترم مولوی مبشر احمد اقبال صاحب استاذ جامعۃ المبشرین گھانا نے کی۔ اس جلسہ کے پروگرام کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

نائیجر سے تعلق رکھنے والے طالب علم عزیزم حسینی جیبو نے تلاوت قرآن کریم سے اس بابرکت پروگرام کا آغاز کیا اور عزیزم موسیٰ بلدے نے انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ پھر اردو نظم عزیزم یوسف اوسئ اور دیگر ساتھیوں نے مل کر ترنم کے ساتھ پیش کی۔ اس کے بعد اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں چار تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر انگریزی زبان میں عزیزم ابراہیم عبد الملک نے کی جس کا عنوان ''آنحضرتؐ کی شفقت علیٰ خلق اللہ'' تھا۔ پھر دوسری تقریر اردو زبان میں ''آنحضورؐ کا پاکیزہ بچپن'' کے موضوع پر عزیزم عبد اللطیف نے کی۔ اور تیسری تقریر عربی زبان میں، ''النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کما وصفہ المسیح الموعود'' کے موضوع پر عزیزم نور الدین عبد الرحمٰن نے کی۔ اس کے بعد مدرسۃ الحفظ کے طلباء نے عربی قصیدہ پیش کیا۔ اور بعد ازاں اس پروگرام کی چوتھی اور آخری تقریر مکرم و محترم معلم عبد المجید صاحب استاذ جامعۃ المبشرین نے کی جو کہ انگریزی زبان میں تھی اور اس کا موضوع ''آنحضرتؐ کے رؤیا، کشوف اور پیشگوئیاں'' تھا۔ پھر صدر مجلس نے تقریر کی۔ اور اس کے بعد سیکرٹری مجلس ارشاد نے تمام مقررین اور سامعین کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد آنحضورؐ کی حیاتِ مبارکہ پر مبنی ایک ڈاکومنٹری دکھائی گئی اور صدر مجلس نے دعا کروا کر اس پروگرام کا اختتام کروایا۔ پروگرام کے بعد تمام شاملین کو ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

روزنامہ الفضل آن لائن کی قلمی معاونت کریں

ادارہ الفضل آن لائن آپ کی تحریر اور منظوم کلام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور موقع و محل کے مطابق اس کی اشاعت کی کوشش کرتا ہے۔

ہمارے بعض مضمون نگار اور شعراء اپنا کلام یا تحریر الفضل کو بھجواتے وقت سوشل میڈیا پر بھی وائرل کر دیتے ہیں جو مناسب نہیں۔ ہاں آپ اگر وائرل کرنا چاہتے ہیں تو روزنامہ الفضل آن لائن میں اشاعت کے بعد اس کے لوگو کے ساتھ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو ضرور بھجوائیں یوں آپ کے مضمون یا منظوم کلام کی اہمیت و افادیت جماعتی آرگن الفضل میں اشاعت کی وجہ سے بڑھے گی۔ اور نصف لاکھ سے زائد تک آپ کی آواز پہنچے گی۔

نمبر-2 جو مضمون یا کلام آپ اخبار الفضل کے لئے کہیں یا لکھیں وہ صرف الفضل کو بھجوائیں کسی اور کو نہ بھجوائیں اور نہ کسی اور اخبار و رسالہ کے لئے لکھا ہو مضمون ہمیں بھجوائیں۔

نمبر-3 مضمون word میں کمپوز ہو اور اسے بھجوانے سے قبل اچھی طرح پروف کرلیا کریں تا کہ کمپوزنگ کی کوئی غلطی باقی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ جہاں الفضل کو ترقیات عطا فرمائے وہاں اللہ تعالیٰ قارئین الفضل، مضمون نگار، شعراء اور تمام ممبران ٹیم جو یہ علمی اور روحانی مائدہ تیار کرتے ہیں کے نفوس و اموال میں ترقی اور اپنی امان میں رکھنے کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

Email: info@alfazlonline.org

دُعا کی تازہ تحریک
مظلوموں کو دعاؤں میں یاد رکھیں

حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 مئی 2021ء میں فرمایا:

’’دعاؤں کا پھر آج میں کہنا چاہتا ہوں پاکستان کے احمدیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں مظلوم احمدیوں کو جہاں کہیں بھی ہیں دعاؤں میں یاد رکھیں مظلوم مسلمانوں کو جہاں بھی ہیں فلسطین کے یا کہیں بھی ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ سب کی مشکلات کو دور فرمائے اور آسانیاں پیدا فرمائے اور ان سب کو توفیق دے جو احمدی ہیں وہ حقیقی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور حقیقی احمدی بنیں اور وہ مسلمان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابھی تک پہچان نہیں رہے اللہ تعالیٰ انہیں پہچاننے اور بیعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام دنیا میں ہم جلد از جلد اسلام کا جھنڈا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھیں اور تمام دنیا میں ہم توحید کو قائم ہوتا ہوا دیکھیں۔‘‘ (آمین)

(ادارہ)

اعلان بابت حاصل مطالعہ

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو علم دوست لوگوں کا خزانہ عطا کر رکھا ہے۔ جن کے زیر مطالعہ کوئی نہ کوئی کتاب رہتی ہے۔ اپنے علم سے دوسروں کو مستفیض کرنا اسلامی تعلیم سے ہے۔ جس کے لئے روزنامہ الفضل آن لائن لندن بہترین ذریعہ ہے۔

ایسے علم دوست احباب و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے علم کو قارئین الفضل کے افادہ کے لئے ’’حاصل مطالعہ‘‘ کے نام سے علمی مائدہ تیار کر کے بھجوائیں۔ جو مواد بھی آپ بھجوائیں وہ مستند حوالہ جات سے ہو اور سہل اور عام فہم ہو۔ اس سلسلہ میں اپنی زیر مطالعہ کتاب کا تعارف بھی کروا سکتے ہیں جس کے لئے کتاب کی فوٹو ضرور بھجوائیں۔

مواد ٹائپ شدہ اور ورڈ فارمیٹ میں ہو۔ (ادارہ)

Email: info@alfazlonline.org

ایک وضاحت بابت اعلانات

اخبار الفضل آغاز سے ہی احباب جماعت کے لئے رابطہ اور تعلق بڑھانے کا ذریعہ رہا ہے۔ اور کامیابی، ولادت، نکاح و شادی اور وفات کے اعلانات نیز یاد رفتگان پر مضامین کے ذریعہ احباب جماعت کے آپس میں تعلقات کو مضبوط کرنے کا باعث بنتا رہا ہے۔ اب یہ اخبار بفضل اللہ تعالیٰ آن لائن اور ڈیجیٹل موجود ہے لہٰذا بچوں کی پیدائش، نمایاں کامیابی پر لڑکوں اور مرحومین کی یاد میں لکھے گئے مضامین میں ان کی تصاویر بھی دی جا سکتی ہیں۔

قارئین اعلانات بھجواتے وقت مرد حضرات اور بچوں کی تصاویر بھجوا سکتے ہیں۔ تصویر بھیجتے ہوئے درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔

الف: تصویر واضح ہو۔

ب: پاسپورٹ سائز تصویر جس طرح سرکاری دستاویزات کے لئے لی جاتی ہے۔ (ادارہ)

Email: info@alfazlonline.org

خدمت دین کا جوش رکھنے والے متوجہ ہوں

جماعت احمدیہ کا یہ حسن ہے کہ ہر بندہ خدمات کے جذبات سے سرشار نظر آتا ہے اور خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ ادارہ ہذا کو ورڈ (WORD) میں کمپوزنگ کرنے والے ایسے احباب و خواتین کی ضرورت ہے جو فی سبیل اللہ خدمت سرانجام دے سکیں۔

امید ہے ایسے دوست اپنے نام، واٹس ایپ فونز اور ای میلز ادارہ کو درج ذیل ایڈریس پر مطلع فرمائیں گے۔ فجزاکم اللہ خیرا

Email: info@alfazlonline.org

(ادارہ) Whatsapp: 0044 7951614020

مضمون نگار متوجہ ہوں

ادارہ الفضل، طب پر ایک سلسلہ کا آغاز کرنے جا رہا ہے۔ لہٰذا طب سے شوق رکھنے والے مضمون نگار

نمبر 1۔ طب نبوی پر مضامین تیار کر کے بھجوائیں۔

نمبر 2۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طب اور آپ کے آزمودہ نسخوں پر مشتمل مضامین کی بھی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

مضمون زیادہ طویل نہ ہوں۔ مائیکروسافٹ ورڈ (word) میں کمپوزڈ ہو اور حوالہ جات مستند اور بنیادی کتب سے ہوں۔ (ادارہ)

Email: info@alfazlonline.org

		03جون2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ			04:11	19:00
مدینہ منورہ	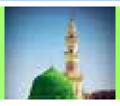		04:02	19:07
قادیان	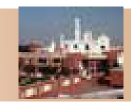		03:45	19:30
ربوہ			03:25	19:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	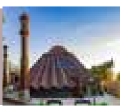		03:22	21:11